رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۲۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن	عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا	دین کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اُسے قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام مسیح موعود)

الفضل

چندہ غیر ممالک سے سات روپیہ

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا۔ (الہام مسیح موعود)

فہرست مضامین

جلد ۶ | ۷ ستمبر ۱۹۱۸ء | شنبہ | ۷ ذوالحجہ ۱۳۳۶ ہجری | نمبر ۲۰

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی طبیعت ایک دو دن کسی قدر ناساز رہی۔ لیکن اب خدا کے فضل و کرم سے آرام ہے۔

جناب ماسٹر محمد الدین صاحب ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام اور جناب شیخ عبدالرحیم صاحب عربک ٹیچر کے علی الترتیب چھ ماہ اور ایک سال کی فرلو لینے پر سکول کے سٹاف اور طلباء کی طرف سے انھیں ٹی پارٹی دیگئی۔ اور ان کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے دعا کی گئی کہ رخصت کے ایام میں خدا تعالیٰ بخیر و عافیت رکھے اور پھر سکول میں لائے۔

شرائط بیعت سلسلہ احمدیہ

اول بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اُس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہیگا۔ دوم یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا۔ اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہوگا۔ اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔ سوم یہ کہ بلاناغہ پنج وقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا۔ اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کریگا۔ اور دلی محبت سے اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کرکے اُس کی حمد اور تعریف کو ہر روز اپنا ورد بنائیگا۔ چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہ دیگا۔ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔ پنجم یہ کہ ہر حال رنج و راحت عسر اور یسر و بلا میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا۔ بہرحالت راضی بقضا ہوگا۔ اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں تیار رہیگا۔ اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہ پھیریگا۔ بلکہ قدم آگے بڑھائیگا۔ ششم یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہواؤ ہوس سے باز آجائیگا۔ اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے اوپر قبول کرے گا۔ اور قال اللہ

وقال الرسول کو اپنی ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دیگا۔ ہفتم یہ کہ تکبر اور نخوت کو کلی چھوڑ دیگا۔ اور فروتنی اور عاجزی و خوش خلقی و حلیمی سے زندگی بسر کرے گا۔ ہشتم یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھیگا نہم یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہیگا۔ اور جہانتک بس چل سکتا ہے۔ اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائیگا۔ دھم یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار اطاعت در معروف باندھکر اس پر تاوقت مرگ قائم رہیگا۔ اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا۔ کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور ناطوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو"

پنڈت لیکھرام کے قتل کی سازش کا الزام مسیح موعود پر

اور اُس کے ازالہ کی ضرورت

پنڈت لیکھرام کے قتل کا واقعہ بجائے خود ایک ایسا اہم اور مہتم بالشان واقعہ ہے۔ کہ ہماری طرف سے اس کی جس قدر بھی اشاعت کی جائے اتنی ہی ضروری ہے۔ کیونکہ اس سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مامور من اللہ اور برگزیدہ خدا ہونے کا ایسا زبردست ثبوت ملتا ہے۔ کہ کسی سمجھدار اور غیر متعصب انسان کو اعتراف کئے بغیر چارہ نہیں رہتا۔ لیکن اب جبکہ متعدد آریہ اخبارات نے اس واقعہ کے متعلق حضرت مسیح موعود پر سازش کا الزام لگایا ہے۔ اور اس کی بہت تشہیر کی ہے۔ تو ہمارا اولین فرض ہے۔ کہ اس نہایت ناپاک الزام کو دور کرنے کے لئے اصل واقعات کو پبلک کے سامنے لائیں۔ چنانچہ الفضل کے تین نمبروں میں ہم نے ان واقعات کو بیان کر دیا ہے۔ لیکن چونکہ الفضل عام طور پر ان لوگوں تک نہیں پہنچ سکتا جن تک آریہ اخبارات پہنچتے ہیں۔ اس لئے ضرورت ہے۔ اس بات کی کہ الفضل کے ان مضامین کو ایک ٹریکٹ کی صورت میں چھاپ کر آریہ صاحبان میں مفت تقسیم کیا جائے۔ تاکہ وہ اصل اور صحیح واقعات سے آگاہ ہو جائیں۔ اور آریہ اخبارات کے لگائے ہوئے جھوٹے الزام کی ظلمت میں پڑکر ہمارے خلاف اپنے دلوں میں کینہ اور بغض نہ بیٹھنے دیں۔

خدا کے فضل اور اسی کی توفیق سے الفضل کے مذکورہ بالا مضامین باوجود اختصار کو مدنظر رکھنے کے جس جامعیت سے لکھے گئے ہیں۔ اور انھیں پڑھکر جو اثر دل پر ہوتا ہے اور جس قدر خدا کے مامور کی صداقت ظاہر ہوتی ہے۔ اس کو پیش نظر رکھکر امید کی جا سکتی ہے۔ کہ بہت سے احباب کے دل میں انھیں بطور ٹریکٹ شائع کرنے کا جوش پیدا ہوا ہوگا اور کوئی عجب نہیں کہ بعض مخلص اور پرجوش دوست اپنی اپنی جگہ اس ٹریکٹ کے شائع کرنے کا مصمم ارادہ بھی کر چکے ہوں۔

لیکن اول تو چونکہ ایک جگہ چھپنے سے اخراجات میں بہت بڑی کفایت رہیگی۔ دوسرے ان اصحاب کو بھی اس میں شریک ہوکر ثواب حاصل کرنے کا موقعہ مل سکیگا۔ جو اپنے طور پر شائع نہیں کر سکتے۔ اس لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ احباب اس نہایت ضروری اور مفید کام میں جس جس قدر حصہ لینا چاہیں اس سے مجھے مطلع فرمائیں۔ اور جتنی رقم دینا چاہیں وہ بھیجدیں۔ ایسے تمام اصحاب کے نام انشاء اللہ ٹریکٹ میں درج کئے جائیں گے۔ تاکہ اس سے فائدہ اٹھانے والوں کو ان کے لئے دعا کی تحریک ہو سکے۔ اور جو صاحب چاہیں گے۔ کہ اپنے طور پر ٹریکٹ تقسیم کریں۔ انھیں اس قدر ٹریکٹ ارسال کر دئے جائینگے جس قدر ان کی ارسال کردہ رقم کی لاگت سے چھپینگے۔ پس سب احباب کو چاہئے۔ کہ بہت جلدی جتنی رقم ارسال کرنا چاہیں۔ ارسال کر دیں۔ اور اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ چونکہ اس ٹریکٹ کو ایک اچھی تعداد میں شائع کرنے کی ضرورت ہے۔ اس لئے جس قدر زیادہ رقم جمع ہوگی۔ اسی قدر زیادہ تعداد میں شائع ہو سکیگا۔ خاکسار ایڈیٹر الفضل

کتاب کشتی نوح دوبارہ چھپ گئی

کچھ عرصے سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصنیف فرمودہ کتاب "کشتی نوح" ختم ہو چکی تھی لیکن چونکہ اس میں حضرت مسیح موعود نے اپنی جماعت کو ایسی تعلیم دی ہے۔ جس پر عمل کرنا ہر ایک احمدی کا فرض ہے۔ اس لئے باوجود کاغذ وغیرہ کی گرانی اور مشکلات کے حال میں اس کا دوسرا ایڈیشن اعلیٰ درجہ کے سفید کاغذ پر شائع ہوا ہے جو ۵ر قیمت پر قادیان کے کتب فروشوں سے مل سکتا ہے۔ جن احباب کے پاس نہ ہو بہت جلدی منگوا لیں تاکہ تیسرے ایڈیشن کا انتظار نہ کرنا پڑے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان ۶ ستمبر ۱۹۱۶ء

پنڈت لیکھرام کا واقعہ قتل

آریہ گزٹ کی دل آزاری

قابل توجہ گورنمنٹ پنجاب

(۳)

گذشتہ پرچہ میں ہم بتا چکے ہیں۔ کہ وہ اعتراض جو "آریہ گزٹ" نے حضرت مرزا صاحب کی ذات والا صفات پر کرکے ہماری دل آزاری کی ہے۔ وہ کوئی نیا اعتراض نہیں ہے بلکہ پنڈت لیکھرام کے قتل کے وقوع میں آنے پر بھی بڑے زور شور کے ساتھ کیا گیا تھا۔ لیکن جب اس کا ثبوت دینے کے لئے آریوں کو بلایا گیا تو نہ صرف وہ کوئی ثبوت ہی پیش کر سکے۔ بلکہ ان میں سے کوئی ایک شخص بھی باوجود معقول انعام رکھنے کے اس الزام کی قسم کھا کر بیان کرنے کے لئے تیار نہ ہو سکا جو الزام لگانے والوں کے جھوٹے ہونے اور حضرت مرزا صاحب کے اس سے پاک ہونے کا ایک بڑا ثبوت تھا کہ اس کے بعد آریوں کو اس معاملہ میں بالکل خاموش ہو جانا چاہئے تھا۔ لیکن افسوس یہ لوگ حق پسندی سے ایسے متنفر نظر آتے ہیں کہ باوجود اس کے کہ اس الزام کی ان کے نزدیک کوئی حقیقت نہیں ہے۔ پھر بھی اس کے دوہرانے سے باز نہیں آتے [illegible] ہماری دل آزاری [illegible] اور گورنمنٹ [illegible] بات [illegible] ایک [illegible]

حضرت مرزا صاحب کے متعلق غلط اور جھوٹا الزام سنکر ہمیں رنج پہنچنا ایک قدرتی امر ہے۔ وہاں اس کی وجہ سے گورنمنٹ عالیہ پر بھی حرف آتا ہے۔ کہ اس نے اس معاملہ میں کیوں پوری کوشش اور سعی سے کام نہیں لیا۔ حالانکہ یہ بالکل غلط اور بیہودہ بات ہے۔ گورنمنٹ نے ملزم کی تلاش اور جستجو میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ اور اپنی پوری کوشش اور سعی کو صرف کیا ہے۔ باوجود اس کے اگر ملزم کا کوئی پتہ نہیں لگا۔ اور وہ گرفتار نہیں ہو سکا۔ تو اس میں گورنمنٹ کا کیا قصور ہے۔ لیکن آریہ صاحبان اس وقت تک ایک طرف تو اس خام خیالی میں مبتلا ہیں کہ پنڈت لیکھرام کو مرزا صاحب نے سازش سے قتل کرایا ہے۔ اور دوسری طرف یہ غلط خیال دل میں بٹھائے ہوئے ہیں۔ کہ گورنمنٹ نے ملزم کے گرفتار کرنے میں کوتاہی کی ہے۔ لیکن بات تو جب تھی۔ کہ آریہ صاحبان جس پر قتل کی سازش کا الزام لگاتے ہیں۔ اس کے متعلق کوئی ثبوت بھی پیش کرتے۔ اگر وہ ایسا کرتے اور پھر گورنمنٹ کچھ نہ کرتی۔ تو اس کی کوتاہی سمجھنا ان کا حق تھا۔ لیکن جب وہ کسی قسم کا ثبوت ہی نہیں پیش کر سکے۔ اور نہ قیامت تک کر سکتے ہیں تو اس بات کو اٹھانا ان کے لئے ہرگز مناسب نہیں تھا۔ مگر انہیں سمجھائے تو کون اور یہ مانیں تو کس کی۔ ابتدا میں جب پنڈت لیکھرام صاحب کے قاتل کا کوئی پتہ ونشان نہ لگ سکا۔ اور اس کے گرفتار کرنے کی تمام کوششیں بیکار ثابت ہوئیں۔ تو آریہ صاحبان کے دل میں یہ بدظنی پیدا ہو گئی۔ کہ گورنمنٹ پنڈت لیکھرام کے معاملہ میں پوری کوشش سے کام نہیں لے رہی۔ چنانچہ اس غلط خیال کو انہوں نے اخباروں میں بھی مشتہر کر دیا۔ اور اخبار عام میں کسی نے مرزا صاحب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھا کہ:-

"ایک عیسائی ڈپٹی صاحب کی نسبت پیشگوئی فوت ہونے کی ایک سال مشتہر کی گئی تھی۔ اور اخباروں میں اس کی دھوم تھی [illegible] دنیا میں [illegible] صاحب کے ساتھ ایسا واقعہ ہو جاتا (یعنی قتل کا واقعہ) جس کا خمیازہ لیکھرام صاحب کو بھگتنا پڑا ہے۔ تب اور صورت تھی"

ان الفاظ میں جن عیسائی ڈپٹی صاحب کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہ ڈپٹی آتھم صاحب تھے۔ ان کی طرف اشارہ کرکے یہ کہا گیا۔ کہ اگر وہ قتل کئے جاتے تو صورت اور ہوتی۔ یعنی گورنمنٹ نے پنڈت لیکھرام کے قاتل کو گرفتار کرنے میں جو رنگ اختیار کیا۔ وہ نہ ہوتا۔ بلکہ اس سے زیادہ موثر طریق اختیار کیا جاتا۔

اس قسم کے بیہودہ خیالات کی تردید میں حضرت مرزا صاحب نے جو کچھ لکھا۔ وہ نہایت غور و فکر کے ساتھ پڑھنے کے قابل ہے۔ آپ نے تحریر فرمایا

"چونکہ اکثر اہل دنیا کو آجکل اس برتر ہستی پر ایمان نہیں ہے۔ اس لئے ان کے خیالات بہ نسبت اس کے کہ نیک ظنی کی طرف جائیں۔ بدظنی کی طرف زیادہ جاتے ہیں۔ یہ بالکل غلطی ہے۔ کہ گورنمنٹ نے لیکھرام کے مقدمہ میں سستی کی ہے۔ اور آتھم کے مقدمہ میں اگر وہ قتل ہو جاتا۔ تو سستی نہ کرتی۔ ہم کہتے ہیں۔ کہ بیشک یہ گورنمنٹ کا فرض ہے۔ کہ ہندو اور مسلمانوں کو دونوں آنکھوں کی طرح برابر دیکھے۔ کسی کی رعایت نہ کرے۔ جیسا کہ فی الواقعہ یہ عادل گورنمنٹ ایسا ہی کر رہی ہے لیکن میں پوچھتا ہوں۔ کہ کیا کوئی گورنمنٹ خدا سے بھی لڑ سکتی ہے۔ بیشک گورنمنٹ کا فرض ہے کہ کسی نابکار خونی کو پکڑے۔ جس کو پھانسی دے۔ اور بدتر سے بدتر سزا کے ساتھ اس کو تنبیہ کرے۔ تا دوسروں کو عبرت پکڑیں۔ اور ملک میں امن قائم رہے۔ اگر آتھم قتل ہو جاتا تو بیشک وہ شخص پھانسی ملتا۔ جو آتھم کا قاتل ہوتا۔ اسی طرح جب ثابت ہو کہ لیکھرام کا فلاں شخص قاتل ہے۔ اور وہ گرفتار ہو گا۔ تو ایسا ہی وہ

بھی پھانسی ملیگا۔ گورنمنٹ کا اس میں کیا قصور ہے۔ اور کونسی سستی۔ کس قاتل کو آریہ صاحب کس ثبوت کے ساتھ گرفتار کرانا چاہتے ہیں۔ جس کے پکڑنے میں گورنمنٹ متامل ہے۔ لیکن گورنمنٹ خدا کی پیشگوئیوں میں دخل نہیں دے سکتی۔ جس قدر گورنمنٹ اس کی طرف توجہ کریگی۔ اسی قدر ان پیشگوئیوں کو آسمانی اور بے لوث اور پاک پائیگی۔ آخر یہ گورنمنٹ اہل کتاب ہے۔ اور اس خدا سے منکر نہیں۔ جو پوشیدہ بھیدوں کو جانتا ہے۔ اور آئندہ زمانہ کی ایسے طور سے خبر دے سکتا ہے کہ گویا وہ موجود ہے۔ کیا ۵ سال کی میعاد بیان کرنا اور عید کے دوسرے دن کا پتہ دینا اور صورت موت بیان کر دینا یہ خدا سے ہونا محال ہے۔ اگر خدا سے محال ہے تو ان قیود کے ساتھ انسان کی اپنی پیشگوئی کیونکر ممکن ہے۔ کیا دور دراز عرصہ کی ایسی صحیح خبر دینا انسان کا کام ہے۔ اگر ہے تو اس کی دنیا میں کوئی نظیر پیش کرو۔"

مندرجہ بالا الفاظ میں جہاں حضرت مرزا صاحب نے یہ کہکر آریہ صاحبان کے غلط خیالات کا قلع قمع کر دیا کہ "کس قاتل کو آریہ صاحب کس ثبوت کے ساتھ گرفتار کرانا چاہتے ہیں جس کے پکڑنے میں گورنمنٹ متامل ہے۔" وہاں اپنے ہر قسم کے الزامات سے پاک اور مامور من اللہ ہونے کے ثبوت میں یہ بھی فرما دیا کہ:-

"گورنمنٹ خدا کی پیشگوئیوں میں دخل نہیں دے سکتی۔ جس قدر گورنمنٹ اس کی طرف توجہ کریگی۔ اسی قدر ان پیشگوئیوں کو آسمانی اور بے لوث اور پاک پائیگی۔"

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ۱۵ مارچ ۱۸۹۷ء کو تو آپ نے بذریعہ اشتہار مندرجہ بالا اعلان کیا۔ اور ۸۔ اپریل ۱۸۹۷ء کو پنڈت لیکھرام کے قتل کے متعلق آپ کے مکان کی سرکاری طور پر تلاشی ہوئی۔ اس تلاشی کا جو نتیجہ نکلا اسے حضرت مرزا صاحب نے ۱۱۔ اپریل کو بذریعہ ایک اشتہار شائع کر دیا۔ جس کے پڑھنے سے آپ کے مندرجہ بالا الفاظ کی حرف بحرف صداقت ظاہر ہو جاتی ہے۔ اور ثابت ہو جاتا ہے۔ کہ واقعی گورنمنٹ خدا کی پیشگوئیوں میں کوئی دخل نہیں دے سکتی۔ وہ اشتہار یہ ہے۔

"ہمیں اس وقت قابل رحم قوم آریہ پر کچھ شکوہ نہیں کہ وہ ایسی ایسی تلاشیوں کے کیوں محرک ہوئے۔ اور کیوں اپنے شریف ہمسایوں کو جاہل اسلام میں ایسی بے اصل کارروائیوں سے تکلیف دی کیونکہ درحقیقت لیکھرام کی موت سے ان کو بڑا ہی صدمہ پہنچا ہے ایسا صدمہ نہیں ہے۔ جو کبھی معزز قوم آریہ اس کو فراموش کر سکے۔ اور درحقیقت یہ بھی سچ ہے کہ اگر اس موت کے ساتھ ایک اسلامی پیشگوئی نہ ہوتی تب تو یہ موت ایک خفیف سی موت سمجھی جاتی۔ اور قاتل کی سراغ رسانی کے لئے معمولی قواعد استعمال میں لائے جاتے۔ مگر اب تو یہ ایک بڑی بھاری مصیبت پیش آئی کہ لیکھرام کی وفات اس پیشگوئی کے موافق ہوئی۔ جس میں یہ شرط جانبین نے قبول کر لی تھی کہ پیشگوئی کے جھوٹے نکلنے کی حالت میں اسلام کی سچائی میں فرق آئیگا۔ اور اگر پیشگوئی واقعی طور پر سچی ثابت ہوئی۔ تو آریہ مذہب کا جھوٹا ہونا مان لیا جائیگا۔ ہمیں آریہ صاحبوں سے بڑی ہمدردی ہے۔ لیکن اس جگہ تو ہم حیران ہیں کہ اگر ہمدردی کریں۔ تو کیا کریں۔ یہ خدا کا فعل ہے۔ اس میں نہ ہماری اور نہ آریہ صاحبوں کی کچھ پیش جا سکتی ہے۔ خدا کی قدرت ہے۔ کہ تلاشی کے وقت میں پہلے وہی کاغذات برآمد ہوئے۔ جن میں میری اور لیکھرام کی دستخطی تحریریں تھیں۔ چنانچہ وہ عہد نامہ صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کی خدمت میں پڑھا گیا۔ اور مجلس عام میں اس کا ایسا اثر ہوا کہ بعض عہدیداران پولیس جو صاحب بہادر کے ہمراہ آئے تھے۔ وہ بول اٹھے کہ جبکہ اپنے مطالبہ سے لیکھرام نے یہ پیشگوئی حاصل کی تھی اور عہد نامہ لکھا گیا تھا۔ تو پھر پیشگوئی کرنیوالے پر شبہ کرنا بے محل ہے۔ خدا کے ہر ایک کام میں ایک حکمت ہوتی ہے۔ اس تلاشی میں ایک یہ بھی حکمت تھی کہ وہ کاغذات حکام کے سامنے پیش ہو گئے۔ جن سے یہ ثابت ہوتا تھا۔ کہ لیکھرام نے خود قادیان میں آکر اور ۲۵ دن رہکر پیشگوئی کا مطالبہ کیا۔ اور فریقین کی طرف سے تحریریں لکھی گئیں جن میں پیشگوئی کو فریقین کے مذہب کے صدق اور کذب کا معیار ٹھہرایا گیا۔ اور حکام پر کھل گیا کہ یہ تحریریں بہت سے بیہودہ خیالات کا فیصلہ کرتی ہیں اور صاف سمجھا دیتی ہیں۔ کہ یہ پیشگوئی اسلام اور آریہ مذہب کی ایک کشتی تھی۔ اور فریقین نے سچی نیت سے اپنے خدا اور پرمیشور پر توکل کر کے دونوں مذہبوں کے پرکھنے کے لئے آسمانی فیصلہ کی درخواست کی تھی اور اس پر راضی ہو گئے تھے اور یہ ایک ایسا امر تھا کہ اگر اسی حیثیت سے چیفکورٹ کی عدالت میں پیش کیا جاتا۔ تو ضرور چیفکورٹ کے ججوں کو اس کے واقعات پر غور کرنے سے گواہی دینی پڑتی۔ کہ خدا نے اس مقدمہ میں اسلام کی آریوں پر ڈگری کی

اب ہم ایک بڑی حکمت اس خانہ تلاشی کی لکھتے ہیں۔ جس کے تصور سے ہمیں اس قدر خوشی ہے۔ کہ ہم اندازہ نہیں کر سکتے۔ جس دن خانہ تلاشی ہونے والی تھی۔ یعنی ۸۔ اپریل روز پنجشنبہ اس دن افسران پولیس کے آنے سے چند منٹ پہلے میں اپنے رسالہ سراج منیر کی ایک کاپی پڑھ رہا تھا۔ اور اس میں براہین احمدیہ کے حوالہ سے یہ مضمون تھا کہ خدا تعالےٰ نے جو اپنی کلام میں میرا نام عیسیٰ رکھا ہے۔ تو ایک وجہ مشابہت وہ ابتلاء ہے۔ جو حضرت عیسیٰ کو پیش آیا تھا یعنی یہود کی قوم نے اپنی کوششوں سے اور نیز گورنمنٹ رومیہ کو دھوکہ دیکر چاہا کہ حضرت عیسیٰ کو صلیب دیجائے اس عبارت کے پڑھنے کے وقت مجھے یہ خیال آیا۔ کہ حضرت مسیح کے دشمنوں نے دو پہلو اختیار کئے تھے۔ ایک یہ کہ اپنی طرف سے ایذارسانی کی کوششیں کیں اور دوسرے یہ کہ گورنمنٹ کے ذریعہ سے بھی تکلیف دی۔ مگر میرے معاملہ میں تو اب تک صرف ایک پہلو ہے۔ یعنی صرف آریوں کی کوششیں اور اخباروں اور خطوط کے ذریعہ سے ان کی بدگوئی اس وقت معاً میرے دل نے خواہش کی کہ کیا اچھا ہوتا کہ گورنمنٹ کی دست اندازی کا پہلو بھی اس کے ساتھ شامل ہو جاتا۔ تا وہ پیشگوئی جو لیکھرام کی نسبت اس کی موت سے سترہ برس پہلے لکھی گئی ہے اپنے دونوں پہلوؤں کے ساتھ پوری ہو جاتی سو ابھی میں اس سوچ میں تھا۔ کہ مجھے اطلاع ملی کہ صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ بہادر پولیس مسجد میں ہیں۔ تب میں بڑی خوشی سے گیا۔ اور صاحب بہادر نے مجھے کہا کہ ”مجھے حکم آگیا ہے۔ کہ قتل کے مقدمہ میں آپ کے گھر کی تلاشی کروں“۔ تلاشی کا نام سنکر مجھے اس قدر خوشی ہوئی جیسے اس ملزم کو ہو سکتی ہے۔ جس کو کہا جائے کہ تیرے گھر کی تلاشی نہیں ہوگی۔ تب میں نے کہا کہ آپ اطمینان کے ساتھ تلاشی کریں۔ اور میں مدد دینے میں آپ کے ساتھ ہوں اس کے بعد میں اُن کو مع دوسرے افسروں کے اپنے مکان میں لے آیا۔ اور اول مردانہ مکان میں پھر زنانہ مکان میں تمام بستجات وغیرہ اُنھوں نے دیکھ لیے۔ اور مہمانخانہ و مطبع وغیرہ مکانات سب کے سب دکھلا دیئے گئے۔ غرض جناب موصوف نے عمدہ طور پر اپنے فرض منصبی کو ادا کیا۔ اور بہت سا حصہ وقت کا خرچ کر کے اور خدا کی پیشگوئی کو اپنے ہاتھوں سے پوری کر کے آخر آٹھ بجے رات کے قریب واپس چلے گئے“

مندرجہ بالا الفاظ کے پڑھنے سے صاف ظاہر ہے کہ پنڈت لیکھرام کے قتل کے متعلق حضرت مرزا صاحب کے گھر کی تلاشی ہونے پر نہ صرف آپ ہر قسم کے الزام اور اتہام سے بری اور پاک ثابت ہوئے۔ بلکہ آپ کی پیشگوئی کی صداقت اور زیادہ ظاہر ہو گئی۔ اور سرکاری حکام تک کو اس کے سچا ہونے کا یقین ہو گیا۔

یہ ہیں پنڈت لیکھرام کے قتل کے ساتھ تعلق رکھنے والے واقعات جن سے نہ صرف یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ آریہ صاحبان حضرت مرزا صاحب اور گورنمنٹ پر جو الزام لگاتے ہیں۔ وہ سراپا جھوٹا ہے۔ بلکہ یہ بات بھی پایہ ثبوت تک پہنچتی ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب خدا کے برگزیدہ اس کے مقرب اس کے محبوب اور پیارے تھے۔ اور اس زمانہ میں اسلام کی صداقت اور حقانیت ثابت کرنے۔ اور تمام دینوں پر اسے غالب کر کے دکھلانے کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ مبارک ہے وہ جو آپ کو قبول کرے

اخیر میں ہم ان آریہ صاحبان کو جن کے دلوں میں ابھی تک یہ زعم باطل جاگزیں ہے۔ کہ پنڈت لیکھرام کو مرزا صاحب نے سازش سے قتل کرایا تھا۔ حضرت مرزا صاحب کے ہی الفاظ میں مخاطب کرتے ہیں۔ کاش وہ ان پر غور فرماویں۔ اور اس غلط خیال کو اپنے دل سے دور کر دیں۔ حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں:۔

”تعجب ہے کہ آریہ صاحبوں کی کہاں تک نوبت پہنچ گئی ہے۔ وہ ذرہ نہیں سوچتے کہ لیکھرام کی موت آسمان کے خدا کے حکم سے ہوئی ہے۔ جو سترہ برس پہلے نافذ ہو چکا تھا۔ پھر کسی کا اس میں کیا اختیار ہے بیشک ہمیں بھی لیکھرام کی موت کا رنج ہے۔ اور زیادہ اس سے کہ وہ اس حالت میں گذر گیا۔ کہ جب سچائی کا سخت دشمن تھا۔ ہماری طرف سے آریہ صاحبوں کو یہی نصیحت ہے۔ کہ اب خدا سے لڑنا مناسب نہیں۔ بلکہ اپنے دلوں کی اصلاح کرنے کا وقت ہے۔ آریہ صاحبان بار بار کہتے ہیں۔ کہ کیا قانون قدرت اس بات کو مانتا ہے کہ ایسے کھلے کھلے نشانوں کے ساتھ کوئی پیشگوئی خدا کی طرف سے ہو۔ میں کہتا ہوں کہ وہ اس اعتراض میں معذور ہیں۔ کیونکہ وہ اس خدا سے بیخبر ہیں۔ جو غیبی خبریں دینے پر قادر ہے۔ اُن کا عقیدہ ہے۔ کہ وید علم غیب سے خالی ہے۔ گویا اُن کا پرمیشر

ایک نہایت کمزور پرمیشور ہے - جو غیب کی
باتیں بتلانے پر قادر نہیں - اس لئے وہ
ہمارے قادر خدا کو بھی ایسا ہی سمجھتے ہیں
سو یہ اُن کی غلطی ہے - یقیناً یاد رکھیں
کہ اس دنیا کا مالک ایک قادر اور عالم الغیب
خدا ہے - اور وہ وہی ہے جس نے قرآن
بھیجکر گم گشتہ توحید کو پھر دنیا میں قائم کیا
سچا خدا وہی خدا ہے - باقی سب بت پرستیاں
یا انسان پرستیاں ہیں -

اسلام کے مذہب اور ہندوؤں کے مذہب
کا خدا تعالیٰ کی درگاہ میں سترہ برس سے
ایک مقدمہ دائر تھا - سو آخر ۶ مارچ ۱۸۹۷ء
کے اجلاس میں اُس اعلیٰ عدالت نے
مسلمانوں کے حق میں ایسی ڈگری دی جس کا
نہ کوئی اپیل اور نہ مرافعہ - اب یہ واقعہ دنیا کو
کبھی نہیں بھولیگا - آریہ صاحبوں کو چاہیئے
کہ اب گورنمنٹ کو ناحق تکلیف نہ دیں مقدمہ
صفائی سے فیصلہ پاچکا - اور مسلمانوں کو
بھی چاہیئے - کہ ہر یک جوش سے اپنے
تئیں باز رکھیں - اور اخلاقی پیرایہ میں فتح
کا شکر ظاہر کریں - اور نیز اس وقت سچی
اطاعت اور سچی بردباری کا نمونہ گورنمنٹ کو دکھلائیں
اور کوئی وحشیانہ حرکت اُن سے ظاہر نہ ہو
کیونکہ آسمانی عدالت سے اُن کی فتح ہو چکی ہے
اور آریہ صاحبان اُن کے مدیون ٹھہر چکے
ہیں - اب اپنے مدیونوں سے نرمی کریں
لطف اور محبت سے پیش آئیں - سچا اخلاق
اُن کو دکھلائیں - یقین ہے - کہ آریہ صاحبان
بھی پرمیشور کے کئے پر راضی ہو کر اپنی آتش فشانی
سے باز آجائیں گے - ابھی کل کی بات ہے
کہ ہندو صاحبان فرمایا کرتے تھے - کہ ہمارا
مذہب کچا تاگہ ہے - اور حقیقت میں یہ
قول نہایت سچا تھا - کاش اُس پہلی کی طرح
پھر جیسے شُدھ کرنے کی آرزو اُن کے

دلوں میں پڑی - تو ایسے لوگ بھی ان میں
پیدا ہو گئے - جن کا نمونہ ایک لیکھرام تھا
سو اب ایسے بیہودہ خیال جانے دیں
وہ دنیا دار ہیں - ان کو کیا معلوم ہے کہ
انسان کیونکر اور کس مذہب سے شُدھ
ہوتا ہے - اگر چاہیں تو قبول کریں - کہ
شدھ ہونیکا طریق صرف اسلام ہے
جس میں داخل ہو کر انسان قادر خدا
کے ساتھ باتیں کرنے لگتا ہے - زندہ
خدا کا مزہ اُسی دن آتا ہے - اور اُسی
دن اُس کا پتہ لگتا ہے - جب انسان
لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا
قائل ہوتا ہے - اُس خدا کے سوا باقی
سب بیہودہ قصے ہیں - کہ لوگوں کی
غلطیوں سے قوموں میں رواج پا گئے
ہیں - توریت اور قرآن کا ایک خدا ہے
انجیل نے بھی اسی خدا کی طرف بلایا ہے -
مگر افسوس کہ عیسائیوں نے اس خدا کو
چھوڑ دیا ہے - حضرت عیسیٰ علیہ السلام
بیشک خدا کا ایک پیارا نبی تھا - نہایت
اعلیٰ درجہ کے صفات اپنے اندر رکھتا
تھا نیک تھا برگزیدہ تھا - خدا سے ملا ہوا
ہوا تھا - لیکن خدا نہیں تھا - اسلام کا
سچا اور قادر خدا ہمیشہ اپنے زندہ نشان
دکھلاتا ہے - اُس خدا کا تابع ہرگز یہ نہیں
کہتا کہ میرے خدا کی قدرتیں آگے نہیں بلکہ
پیچھے رہ گئی ہیں - سو زندہ خدا پر ایمان
لاؤ - جس کی تازہ بتازہ طاقتیں اپنی آنکھوں
سے دیکھتے ہو - اُسی خدا کا دامن پکڑو
کہ جو ایسے عجائبات تم میں ظاہر کر رہا ہے
۵ - یار غالب شو کہ تا غالب شوی -

ہم امید کرتے ہیں - کہ ان حالات کو پڑھ کر جہاں
سمجھدار اور عقلمند آریہ صاحبان یہ سمجھ لیں گے
کہ پنڈت لیکھرام کے قتل کی سازش کا الزام حضرت
مرزا صاحب پر بالکل جھوٹا ہے - وہاں ہر ایک فہیم انسان کو ان سے حضرت مرزا صاحب کا مامور من اللہ ہونا بھی آسانی سے سمجھ میں آجائیگا - اور اس کا دل آپ کے ذریعہ اسلام کی صداقت میں اتنے بڑے نشان کا ظاہر ہونا دیکھکر خوشی و مسرت سے بھر جائیگا

"انجمن احمدیہ اور امداد جنگ"

یہ بات معلوم کرنے کے لئے - کہ ضد اور تعصب
عداوت اور دشمنی کی وجہ سے کس طرح سمجھ اور عقل پر
پردہ پڑ جاتا ہے - اخبار اہلحدیث ۳۰ - اگست پڑھنا
چاہیئے - جس میں ثناء اللہ صاحب مندرجہ بالا عنوان
سے انجمن احمدیہ برائے امداد جنگ " کے متعلق لکھتے ہیں
" مرزا صاحب آنجہانی تو کہا کرتے تھے - اور اس پر
ہمیشہ فخر کیا کرتے تھے - کہ میرے دادا نے ایام غدر میں
میں انگریزوں کو ۵۰ گھوڑے مع سواروں کے دیئے
تھے - آج ہم دیکھتے ہیں کہ بقول مرزا صاحب ۴ لاکھ
اور بقول مولوی غلام رسول راجیکی ۹ لاکھ مریدین مرزا
کی جماعت ہے - مگر پچاس کی بجائے پانچ گھوڑے
سوار بھی نہیں دیئے گئے - اس کی کیا وجہ ہے آج
۴ سال کے بعد خیریت سے کمیٹی بنانے کی تجویز سوجھی
ہے "

اگر ثناء اللہ صاحب ذرا بھی عقل و سمجھ سے کام لیتے - تو
کبھی یہ بیوقوفی اور نادانی کے الفاظ ان کے منہ سے
نہ نکلتے - کیا حضرت مرزا صاحب کے دادا صاحب نے
اپنے حسب حال اور حسب موقعہ اگر ایام غدر میں پچاس
گھوڑے مع سواروں کے گورنمنٹ کو بطور امداد دیئے تھے
تو اب بھی یہی ضروری ہے - کہ موجودہ جنگ میں گھوڑے مع
سواروں کے دیئے جائیں - اور اگر دوسرے طریقوں سے
مدد دی جائے تو اسے مدد نہ سمجھا جائے ہماری خیال میں تو
کوئی جاہل سے جاہل انسان بھی یہ نہیں کہہ سکتا - لیکن
ثناء اللہ صاحب باوجود دعویٰ علم - جماعت احمدیہ کی ان
بیش بہا خدمات کو جو اس نے موجودہ جنگ میں سرانجام
دی ہیں اور بڑے زور سے دے رہی ہے - اس لئے
خدمات نہیں قرار دیتے - کہ اس کی طرف سے پانچ گھوڑے
سوار نہیں دیئے گئے " برین عقل و دانش بباید گریست
اب رہا ان کا یہ دریافت کرنا کہ چار سال کے بعد
کمیٹی بنانیکی کیا وجہ ہے - یہ بھی ان کی نادانی اور جہالت کا
کھلا کھلا ثبوت ہے - کیا حال ہی میں مختلف صوبجات
کی گورنمنٹوں نے پبلسٹی کمیٹیاں نہیں بنائیں - اور مختلف مقامات پر ان کی شاخیں نہیں قرار دیں - اگر دی ہیں - تو ان علم و عقل کے پتلے مولوی صاحب کو ان سے پوچھنا چاہیئے - کہ کیا وجہ ہے - آج چار سال کے بعد اس قسم کی کمیٹیاں
بنانیکی سوجھی ہے " اگر جو وجہ یہ گورنمنٹیں بتائیں گی وہی ہماری طرف سے سمجھ لیں - اور اپنی عقل و سمجھ کی فکر کریں -

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

امراء توجہ کریں

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب

فرمودہ ۲۳ - اگست ۱۹۱۸ء

کوئی کام کرنیسے پہلے اس کے متعلق غور و فکر ضروری ہے۔

وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ اَجْرٌ عَظِيْمٌ (انفال رکوع ۳)

ہر ایک کام کیلئے نہائت ضروری ہوتا ہے۔ کہ انسان اس کے متعلق جسقدر امور ہیں۔ ان سب کو مدنظر رکھے۔ مثلاً کسی کام کے کرنے سے پہلے ضرورت ہے۔ کہ سوچا جائے کہ اس کی غرض کیا ہے؟ اور اس کے کرنیسے کیا فائدہ ہوگا۔ کیا ضرورت ہے اور کون سے ذرائع ہیں۔ جن سے وہ کام کامیابی کیساتھ ہو سکتا ہے۔ اور کیا روکیں ہیں۔ جو اس کے رستہ میں حائل ہیں اگر ان باتوں پر غور نہ کیا جائے۔ تو پھر کامیابی نہیں ہوسکتی۔ مثلاً کوئی شخص کسی کام کو شروع کرتا ہے۔ لیکن وہ نہیں جانتا کہ اسمیں فوائد کیا ہیں۔ تو وہ ہرگز باوجود اس کام کے کرنے کے اسمیں اسقدر محنت نہیں کریگا۔ جسقدر محنت کرنے کی ضرورت ہوگی۔ اور نہ وہ اسقدر محنت کرنیکے لئے تیار ہو سکتا ہے کہ اسکی کوشش ادہوری رہیگی۔ اس کا جوش سرد ہوگا۔ لیکن اگر اس نے غور کیا ہوگا۔ اور اسے معلوم ہوگا۔ کہ یہ کام کتنا مفید ہے۔ اور اسپر یہ ثابت ہو گیا ہوگا۔ کہ اس کے کرنے سے مجھے کتنے فوائد حاصل ہونگے۔ تو پھر اسکی توجہ ہمہ تن اس کی طرف لگ جائیگی۔

موجودہ اور پہلی جنگوں میں فرق

مثلاً جنگ ہے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کی قوموں نے بھی کی اور آپ کے وقت بھی ہوئی۔ کئی فاتح اٹھے ان میں ایسے بھی ہوئے ہیں۔ جو قریباً ساری دنیا پر پہنچ گئے۔ انمیں سے ایک تو تیمور ہے۔ اور ایک حد تک نپولین جسکی فتوحات یورپ اور افریقہ میں تھیں۔ ان سے پہلے سکندر اور سکندر سے پہلے ایرانیوں نے بھی کئی فتوحات حاصل کیں۔ مگر آج جو حالت ہے۔ وہ پہلے نہیں تھی۔ جیسی کوشش سے آج جنگ ہو رہی ہے۔ ویسی کبھی پہلے نہیں ہوئی۔ پہلی جنگیں بادشاہوں کی جنگیں تھیں۔ اور تھوڑی ایسی جنگیں تھیں۔ جنکو رعایا نے اپنی جنگ خیال کیا۔ سوائے ان جنگوں کے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئیں۔ پہلی جنگیں ایسی تھیں۔ کہ سپاہی کچھ تنخواہ لیتے تھے۔ انکو فریق مخالف کے خلاف کوئی جوش نہ ہوتا تھا۔ انہیں یہ مدنظر نہ ہوتا تھا۔ کہ تیمور فتح حاصل کرتا ہے۔ یا اس کا مدمقابل وہ لڑتے تھے۔ لیکن اصل جوش ندارد تھا۔ ہاں وہ جوش پیدا ہوجاتا تھا۔ جو لڑائی کے وقت ہوتا ہے۔ جو دوست لڑائی سے آئے ہیں۔ انمیں سے بعض سے میں نے پوچھا ہے۔ کہ لڑتے وقت کیسا جوش ہوتا ہے۔ جوش پیدا ہونے کے تو سب مقر ہیں۔ مگر ایک نے کہا۔ کہ لڑتے وقت خود بخود اس نظارہ سے ایک جوش پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر اس وقت ہتھیار نہ ہوں تو ہاتھوں سے ہی دشمن کو نوچ لینے کو جی چاہتا ہے۔ یہ جوش تو ہے۔ مگر یہ جنگ کے باعث ہے نہ کہ جنگ اس جوش کے باعث ہوتی ہے تو وہ جوش اصلی جوش نہیں تھے۔ کیونکہ وہ جنگیں ملک کی جنگیں نہیں ہوتی تھیں۔ بلکہ راجاؤں اور بادشاہوں کی جنگیں ہوتی تھیں۔ اس لئے اس جنگ کا اثر یہی ہوتا تھا۔ کہ لڑنے والے ایک میدان میں لڑتے تھے۔ اگر اس میں قدم اکھڑ گئے تو شکست ہوگئی۔ اور اس ملک کے باشندے وفود کی صورت میں فاتح کی خدمت میں حاضر ہوگئے کہ ہم آپ کے تابع ہیں۔ کیونکہ لڑنے والوں کو معلوم نہیں ہوتا تھا۔ کہ ہم کیوں لڑے تھے اور کیوں لڑائی کو جاری رکھیں۔ لیکن آج تعلیم کی ترقی کی وجہ سے ہر شخص کو حکومت میں کچھ نہ کچھ دخل ہے۔ اسلئے وہ جنگ راجہ یا بادشاہ کی جنگ نہیں خیال کرتا۔ بلکہ یہی خیال کرتا ہے۔ کہ میری جنگ ہے۔ اور ہمیں اگر شکست ہوئی۔ تو میری آزادی چھن جائیگی۔ ایشیائی افواج کو اگر الگ کر کے دیکھا جائیگا۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ یورپین اقوام اسی غرض سے لڑ رہی ہیں۔ کہ اس جنگ میں ہماری بادشاہت ہماری حکومت اور ہماری آزادی خطرہ میں ہے۔ بڑے بڑے امراء جنکی ہزاروں اور لاکھوں کی آمدنی ہے۔ وہ معمولی سپاہیوں کیطرح میدان میں لڑ رہے ہیں۔ گھر پر آرام و آسائش اور بیسیوں خدمتگزاروں کو چھوڑ کر ایک سپاہی کی حیثیت سے میدان میں دوسروں کی خدمت کر رہے ہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ جانتے ہیں۔ کہ اگر ہم نے سستی سے کام لیا۔ تو ہماری قومی آزادی مٹ جائیگی۔ جرمن و آسٹریا میں بعض علاقے ہیں جو اس جنگ کو اپنی جنگ نہیں سمجھتے۔ بلکہ بادشاہوں کی جنگ جانتے ہیں۔ اس لئے ان میں لڑائی کے لئے کوئی خاص جوش نہیں ہے۔ اور جب وہ خطرہ دیکھتے ہیں۔ تو بھاگ جاتے ہیں۔ لیکن جو قومیں اس جنگ کو اپنی جنگ سمجھتی ہیں۔ وہ بڑی بہادری اور دلیری سے مشکلات کو جھیلتی ہیں۔ جس سے معلوم ہوسکتا ہے۔ کہ کسی کام کی غرض و غائت کو سمجھکر کرنے اور یونہی کرنے میں کس قدر فرق ہوتا ہے۔ غرض جب تک کسی کام کے فوائد معلوم نہ ہوں۔ جوش پیدا نہیں ہوسکتا۔ اور پھر جب تک اس کے کرنے کے ذرائع معلوم نہ ہوں۔ کامیابی نہیں ہوسکتی۔ مثلاً کوئی طالب علم ہو اور وہ چاہتا ہو۔ کہ میں فاضل ہوجاؤں اور اعلےٰ سندات حاصل کروں۔ مگر اسکو معلوم نہ ہو۔ کہ فاضل ہونے کے لئے کسقدر محنت کی ضرورت ہے اور وہ ایک آدہ گھنٹہ پڑھکر ہی اسکو کافی سمجھ لے تو کیا وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوجائیگا۔ ہرگز نہیں۔ کیونکہ اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ فاضل بننے کے ذرائع معلوم کر کے ان پر کاربند ہو اور اس مقصد کے رستہ میں حائل ہونیوالے موانعات کا پتہ لگا کر انہیں دور کرے۔ اگر وہ ایسا کریگا۔ تو لازماً کامیاب ہو جائیگا۔ یہی بات ہر ایک مقصد اور مدعا کیلئے ضروری ہے۔

کامیابی کیلئے کام کی ضرورت ہے نہ کہ صرف نام کی

ہماری جماعت میں داخل ہونے والوں کے لئے بھی اسکی طرف توجہ کرنے کی بہت ضرورت ہے۔ انہیں چاہیئے کہ وہ سوچیں کہ اس جماعت میں داخل ہونیکی ہماری غرض کیا ہے۔ اور کیا فوائد ہیں جو ہمیں حاصل ہونگے۔ اور کیا مشکلات ہیں۔ جو ہمارے رستہ میں حائل ہونگی۔ پھر جن اغراض کو لیکر ہم اس جماعت

میں آگئے ہیں۔ اور جو ذمہ واریاں ہم پر عائد ہوتی ہیں۔ انکو پورا کرنے کیلئے کسقدر سعی اور کوشش کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اگر یہ معلوم نہیں اور اس کے مطابق عمل نہیں تو ان کی کوشش ادھوری ہوگی۔ ان کے جوش سرد ہونگے۔ انکی محنت ناتمام ہوگی۔ اور ان کے ولولے ٹھنڈے ہونگے انہیں یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ان کے صرف احمدی کہلانے کیوجہ سے انہیں کامیابی حاصل نہ ہو جائیگی۔ کیونکہ کامیابی نام سے نہیں ہوتی۔ بلکہ کام سے ہوتی ہے۔ اور کام پورے جوش اور محنت سے اسوقت تک نہیں ہوسکتا جب تک اس کے فوائد اس کے کرنیکے طریق اور اس کے موانعات کا پورا پورا علم اور آگاہی نہ ہو۔ صرف نام رکھ لینے سے اگر کامیابی ہوسکتی۔ تو پھر خدا تعالے کو ایک نبی کو بھیجکر اس کے بعد کسی دوسرے کے بھیجنے کی ضرورت نہ ہوتی فقط ایک آدم علیہ السلام کی طرف منسوب ہونے والے آدمی کہلاتے رہتے اور آج تک آدمی کہلا رہے ہیں لیکن چونکہ محض آدمی کہلانا کافی نہیں تھا۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے بعد دوسرے نبیوں کو بھیجا۔ کیونکہ آدمی اسماً تو کہلاتے تھے۔ لیکن وہ آدم کی حقیقت ان میں نہیں پائی جاتی تھی۔ جو حضرت آدم میں خدا نے رکھی تھی۔ اور جس کے لئے انہیں مبعوث کیا تھا۔ اسی طرح نوح علیہ السلام کی امت نے حضرت نوح ؑ کے کاموں کو جب چھوڑ دیا۔ تو باوجود حضرت نوح ؑ کی امت کہلانے کے خدا نے ایک اور نبی بھیجا۔ جس نے انکو اصل حقیقت کیطرف متوجہ کیا۔ پھر اگر محض نام کے لحاظ سے کسی جماعت میں داخل ہوجانا نجات کیلئے کافی ہوتا۔ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہونیسے نجات ہوتی۔ کیونکہ آدم ؑ کی تمام اولاد میں سے آجتک کوئی انسان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی شان کا پیدا نہیں ہوا۔ اور نہ آئندہ پیدا ہوگا۔ خدا تعالے نے آپ کو تمام بنی آدم ؑ پر ہر لحاظ سے فضیلت اور بڑائی بخشی ہے۔ پس اگر کسی اسمی تعلق کی وجہ سے نجات ہوسکتی ہے۔ تو یقیناً اس نبیوں کے بادشاہ اور اولیاء کے شہنشاہ کی طرف منسوب ہونیسے ہو جاتی لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اسماً منسوب ہونے سے اس وقت تک نجات نہیں ہوسکتی جبتک کہ ان مقاصد اور اغراض کو نہ پورا کیا جائے۔ جو آپ کی امت میں داخل ہونے سے عائد ہوتے ہیں۔ تو پھر آپ کے خادم حضرت مسیح موعود کی جماعت میں اسماً داخل ہونیسے کب نجات ہوسکتی ہے۔ پس جسطرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت کیلئے عمل کی ضرورت تھی۔ قربانیوں کی ضرورت تھی۔ محنت اور تکالیف برداشت کرنیکی ضرورت تھی۔ اس مقصد کے حاصل کرنیکے لئے مال و جان۔ اولاد عزت و آبرو غرض ہر ایک پیاری سے پیاری چیز لگا دینے کی ضرورت تھی۔ اسی طرح اس جماعت میں بھی اس مقصد کے حاصل کرنے کیلئے جو ہمارا مقصد ہے تمام چیزوں کو قربان کر ڈالنے کی ضرورت ہے محض اس میں داخل ہوجانا کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔

جماعت احمدیہ میں داخل ہونیکی غرض

ہماری جماعت میں داخل ہونیوالے افراد کا فرض اولین ہے۔ کہ وہ سوچیں کہ کیوں اس جماعت میں داخل ہوئے ہیں۔ اور جب انہیں اسمیں داخل ہونیکا مقصد معلوم ہوجاتے تو پھر دیکھیں۔ کہ اس مقصد کے حصول کیلئے کن کن کوششوں کی ضرورت ہے۔ اس کے رستہ میں کیا کیا روکیں ہیں۔ ان روکوں کو کس طرح دور کیا جاسکتا ہے۔ یہ ظاہر بات ہے۔ کہ ہماری جماعت کی غرض اتحاد باللہ یعنی خدا کے ساتھ تعلق پیدا کرنا ہے۔ اور جب کوئی شخص کسی دینی سلسلہ میں داخل ہوتا ہے تو اسکا فرض ہوجاتا ہے۔ کہ اس صداقت کو جو اسے حاصل ہوئی ہے۔ دوسرے لوگوں تک پہنچائے۔ اور اسے پھیلائے۔ پس ہماری جماعت کی غرض تو یہ ہے کہ خدا تعالے سے اتحاد ہو۔ اور یہ ایک ایسی غرض ہے کہ اسی میں شفقت علی خلق اللہ اور اسی میں طہارت نفس آجاتی ہے۔ اور اسی میں اللہ کے رسولوں پر ایمان لانا بھی آجاتا ہے۔ ایکدفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک وفد آیا اور عرض کی حضور کوئی ایسی بات بتائی جائے۔ جسکی وجہ سے ہم جنت میں داخل ہوجائیں۔ آپ نے ان کیلئے پہلی بات یہ فرمائی۔ کہ بالایمان باللہ وحدہ اللہ کو ایک سمجھتے ہوئے اس پر ایمان لاؤ۔ اس پر آپ نے فرمایا۔ اتدرون ما الایمان باللہ وحدہ کیا جانتے ہو ایک اللہ پر ایمان لانا کیا ہے؟ انہوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول ہی جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ شھادۃ ان لا الٰہ الا اللہ وان محمداً رسول اللہ واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ و صیام رمضان۔ کہ یہ شہادت دینا کہ اللہ ایک ہے۔ اور محمدؐ اسکا رسول ہے اور نماز پڑھنا۔ زکوٰۃ دینا اور روزے رکھنا۔

ہم میں اور غیر مبائعین میں جو جھگڑا ہے۔ وہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے فیصل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود کی نبوۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوۃ سے علیحدہ کوئی نبوۃ نہیں ہے۔ پس جس طرح خدا کی وحدانیت پر اسی وقت ایمان لایا جاسکتا ہے جبکہ خدا کے رسول محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو مانا جائے۔ اسی طرح محمد رسول اللہ کی رسالت کو اسی وقت مانا جا سکتا ہے جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوۃ پر ایمان ہو۔ ورنہ نہیں۔

تو اسلام کا خلاصہ اللہ تعالے سے تعلق ہے۔ باقی نفس کی اصلاح اور شفقت علی خلق اللہ یہ سب اللہ تعالے کے ساتھ اتحاد ہونے میں آجاتی ہیں۔ اس کے لئے جو بھی مشکلات اور روکاوٹیں ہوں۔ انہیں دیکھنا چاہیئے۔ ان کے رفع کرنے کی کوشش کرنا چاہیئے۔ اگر کسی میں طہارت نفس اور شفقت علی خلق اللہ نہیں تو اس کا اتحاد باللہ کا دعوےٰ غلط ہے۔ خدا کے ساتھ محبت کا تعلق ایک تو خود اپنے نفس سے ہے۔ جو طہارت نفس کہلاتا ہے۔ اور دوسرا اپنے سے غیر کے ساتھ جو شفقت علی خلق اللہ ہے۔ اگر ان دونوں میں سے کوئی نہیں تو اتحاد باللہ بھی حاصل نہیں ہوسکتا۔ عبادات۔ امانتداری حکومت کے فرائض کی ادائگی غرض دنیا کے سب کام اس میں آجائینگے۔ اور یہ اغراض جو ہیں۔ ان سب کے حصول کے لئے بڑی محنت اور کوشش کی ضرورت ہے۔

کوشش کے ساتھ احتیاط فرض ہے

اس کے ساتھ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ جتنی سعی کی ضرورت ہے۔ اتنی ہی احتیاط کی بھی ضرورت ہے کیونکہ جسقدر کوئی کام اہم ہوتا ہے۔ اسی قدر اس کے لئے

اب ہم ایک بڑی حکمت اس خانہ تلاشی کی لکھتے ہیں۔ جس کے تصور سے ہمیں اس قدر خوشی ہے۔ کہ ہم اندازہ نہیں کر سکتے جس دن خانہ تلاشی ہونے والی تھی۔ یعنی ۸۔ اپریل روز پنجشنبہ اس دن افسران پولیس کے آنے سے چند منٹ پہلے میں اپنے رسالہ سراج منیر کی ایک کاپی پڑھ رہا تھا۔ اور اس میں براہین احمدیہ کے حوالہ سے یہ مضمون تھا کہ خدا تعالیٰ نے جو اپنی کلام میں میرا نام عیسیٰ رکھا ہے۔ تو ایک وجہ مشابہت وہ ابتلاء ہے۔ جو حضرت عیسیٰ کو پیش آیا تھا یعنی یہود کی قوم نے اپنی کوششوں سے اور نیز گورنمنٹ رومیہ کو دھوکہ دے کے چاہا کہ حضرت عیسیٰ کو صلیب دیجائے اس عبارت کے پڑھنے کے وقت مجھے یہ خیال آیا۔ کہ حضرت مسیح کے دشمنوں نے دو پہلو اختیار کئے تھے۔ ایک یہ کہ اپنی طرف سے ایذارسانی کی کوششیں کیں اور دوسرے یہ کہ گورنمنٹ کے ذریعہ سے بھی تکلیف دی۔ مگر میرے معاملہ میں تو اب تک صرف ایک پہلو ہے۔ یعنی صرف آریوں کی کوششیں اور اخباروں اور خطوط کے ذریعہ سے ان کی بدگوئی اس وقت معاً میرے دل نے خواہش کی کہ کیا اچھا ہوتا کہ گورنمنٹ کی دست اندازی کا پہلو بھی اس کے ساتھ شامل ہو جاتا۔ تا وہ پیشگوئی جو لیکھرام کی نسبت اس کی موت سے سترہ برس پہلے لکھی گئی ہے اپنے دونوں پہلوؤں کے ساتھ پوری ہو جاتی سو ابھی میں اس سوچ میں تھا۔ کہ مجھے اطلاع ملی کہ صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ بہادر پولیس مسجد میں ہیں۔ تب میں بڑی خوشی سے گیا۔ اور صاحب بہادر نے مجھے کہا کہ "مجھے حکم آ گیا ہے۔ کہ قتل کے مقدمہ میں آپ کے گھر کی تلاشی کروں"۔ تلاشی کا نام سنکر مجھے اس قدر خوشی ہوئی جیسے اس ملزم کو ہو سکتی ہے۔ جس کو کہا جائے کہ تیرے گھر کی تلاشی نہیں ہو گی۔ تب میں نے کہا کہ آپ اطمینان کے ساتھ تلاشی کریں۔ اور میں مدد دینے میں آپ کے ساتھ ہوں۔ اس کے بعد میں اُن کو مع دوسرے افسروں کے اپنے مکان میں لے آیا۔ اور اول مردانہ مکان میں پھر زنانہ مکان میں تمام بستجات وغیرہ انھوں نے دیکھ لیئے۔ اور مہمانخانہ و مطبع وغیرہ مکانات سب کے سب دکھلا دیئے گئے۔ غرض صاحب موصوف نے عمدہ طور پر اپنے فرض منصبی کو ادا کیا۔ اور بہت سا حصہ وقت کا خرچ کر کے اور خدا کی پیشگوئی کو اپنے ہاتھوں سے پوری کر کے آخر آٹھ بجے رات کے قریب واپس چلے گئے"

مندرجہ بالا الفاظ کے پڑھنے سے صاف ظاہر ہے کہ پنڈت لیکھرام کے قتل کے متعلق حضرت مرزا صاحب کے گھر کی تلاشی ہونے پر نہ صرف آپ ہر قسم کے الزام اور اتہام سے بری اور پاک ثابت ہوئے۔ بلکہ آپ کی پیشگوئی کی صداقت اور زیادہ ظاہر ہو گئی۔ اور سرکاری حکام تک کو اس کے سچا ہونے کا یقین ہو گیا۔

یہ ہیں پنڈت لیکھرام کے قتل کے ساتھ تعلق رکھنے والے واقعات جن سے نہ صرف یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ آریہ صاحبان حضرت مرزا صاحب اور گورنمنٹ پر جو الزام لگاتے ہیں۔ وہ سراپا جھوٹا ہے۔ بلکہ یہ بات بھی پایہ ثبوت تک پہنچتی ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب خدا کے برگزیدہ اس کے مقرب اس کے محبوب اور پیارے تھے۔ اور اس زمانہ میں اسلام کی صداقت اور حقانیت ثابت کرنے۔ اور تمام دینوں پر اسے غالب کر کے دکھلانے کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ مبارک ہے وہ جو آپ کو قبول کرے

اخیر میں ہم ان آریہ صاحبان کو جن کے دل میں ابھی تک یہ زعم باطل جاگزیں ہے۔ کہ پنڈت لیکھرام کو مرزا صاحب نے سازش سے قتل کرایا تھا۔ حضرت مرزا صاحب کے ہی الفاظ میں مخاطب کرتے ہیں۔ کاش وہ ان پر غور فرماویں۔ اور اس غلط خیال کو اپنے دل سے دور کر دیں۔ حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں:۔

"تعجب ہے کہ آریہ صاحبوں کی کہاں تک نوبت پہنچ گئی ہے۔ وہ قدرہ نہیں سوچتے کہ لیکھرام کی موت آسمان کے خدا کے حکم سے ہوئی ہے۔ جو سترہ برس پہلے مقرر ہو چکا تھا۔ پھر کسی کا اس میں کیا اختیار ہے بیشک ہمیں بھی لیکھرام کی موت کا رنج ہے۔ اور زیادہ اس سے کہ وہ اس حالت میں گذر گیا۔ کہ جب سچائی کا سخت دشمن تھا۔ ہماری طرف سے آریہ صاحبوں کو یہی نصیحت ہے۔ کہ اب خدا سے لڑنا مناسب نہیں۔ بلکہ اپنے دلوں کی اصلاح کرنے کا وقت ہے۔ آریہ صاحبان بار بار کہتے ہیں۔ کہ کیا قانون قدرت اس بات کو مانتا ہے کہ ایسے کھلے کھلے نشانوں کے ساتھ کوئی پیشگوئی خدا کی طرف سے ہو۔ میں کہتا ہوں کہ وہ اس اعتراض میں معذور ہیں۔ کیونکہ وہ اس خدا سے بیخبر ہیں۔ جو غیبی خبریں دینے پر قادر ہے۔ اُن کا عقیدہ ہے۔ کہ وید علم غیب سے خالی ہے۔ گویا اُن کا پرمیشور

ایک نہایت کمزور پرمیشور ہے۔ جو غیب کی باتیں بتلانے پر قادر نہیں۔ اس لئے وہ ہمارے قادر خدا کو بھی ایسا ہی سمجھتے ہیں سو یہ اُن کی غلطی ہے۔ یقیناً یاد رکھیں کہ اس دنیا کا مالک ایک قادر اور عالم الغیب خدا ہے۔ اور وہ وہی ہے جس نے قرآن بھیجکر گم گشتہ توحید کو پھر دنیا میں قائم کیا سچا خدا وہی خدا ہے۔ باقی سب بت پرستیاں یا انسان پرستیاں ہیں۔

اسلام کے مذہب اور ہندوؤں کے مذہب کا خدا تعالیٰ کی درگاہ میں سترہ برس سے ایک مقدمہ دائر تھا۔ سو آخر ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کے اجلاس میں اُس اعلیٰ عدالت نے مسلمانوں کے حق میں ایسی ڈگری دی جس کا نہ کوئی اپیل اور نہ مرافعہ۔ اب یہ واقعہ دنیا کو کبھی نہیں بھولیگا۔ آریہ صاحبوں کو چاہیے کہ اب گورنمنٹ کو ناحق تکلیف نہ دیں مقدمہ صفائی سے فیصلہ پاچکا۔ اور مسلمانوں کو بھی چاہیئے۔ کہ ہر یک جوش سے اپنے تئیں باز رکھیں۔ اور اخلاقی پیرایہ میں فتح کا شکر ظاہر کریں۔ اور نیز اس وقت سچی اطاعت اور سچی بردباری کا نمونہ گورنمنٹ کو دکھلائیں اور کوئی وحشیانہ حرکت اُن سے ظاہر نہ ہو کیونکہ آسمانی عدالت سے اُن کی فتح ہو چکی ہے اور آریہ صاحبان اُن کے مدیون ٹھہر چکے ہیں۔ اب اپنے مدیونوں سے نرمی کریں لطف اور محبت سے پیش آئیں۔ سچا اخلاق اُن کو دکھلائیں۔ یقین ہے کہ آریہ صاحبان بھی پرمیشور کے کمزور پراتنی ہو اپنی آتش فشانی سے باز آجائیں گے۔ ابھی کل کی بات ہے کہ ہندو صاحبان فرمایا کرتے تھے کہ ہمارا مذہب کچا تاگہ ہے۔ اور حقیقت میں یہ قول نہایت سچا تھا۔ کاش اس پہلی کمزوری جیسے شدھ کرنے کی کوشش اُن کے

دلوں میں پڑی۔ تو ایسے لوگ بھی ان میں پیدا ہو گئے جن کا نمونہ ایک لیکھرام تھا سو اب ایسے بیہودہ خیال جانے دیں وہ دنیا دار ہیں۔ ان کو کیا معلوم ہے کہ انسان کیونکر اور کس مذہب سے شدھ ہوتا ہے۔ اگر چاہیں تو قبول کریں۔ کہ شدھ ہونیکا طریق صرف اسلام ہے جس میں داخل ہو کر انسان قادر خدا کے ساتھ باتیں کرنے لگتا ہے۔ زندہ خدا کا مزہ اُسی دن آتا ہے۔ اور اُسی دن اُس کا پتہ لگتا ہے۔ جب انسان لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا قائل ہوتا ہے۔ اُس خدا کے سوا باقی سب بیہودہ قصے ہیں۔ کہ لوگوں کی غلطیوں سے قوموں میں رواج پاگئے ہیں۔ توریت اور قرآن کا ایک خدا ہے انجیل نے بھی اسی خدا کی طرف بلایا ہے۔ مگر افسوس کہ عیسائیوں نے اس خدا کو چھوڑ دیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیشک خدا کا ایک پیارا نبی تھا۔ نہایت اعلیٰ درجہ کے صفات اپنے اندر رکھتا تھا نیک تھا برگزیدہ تھا خدا سے ملا ہوا تھا۔ لیکن خدا نہیں تھا۔ اسلام کا سچا اور قادر خدا ہمیشہ اپنے زندہ نشان دکھلاتا ہے۔ اُس خدا کا تابع ہرگز یہ نہیں کہتا کہ میرے خدا کی قدرتیں آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہیں۔ سو زندہ خدا پر ایمان لاؤ جس کی تازہ طاقتیں اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہو۔ اُسی خدا کا دامن پکڑو کہ جو ایسے عجائبات تم میں ظاہر کر رہا ہے

ع۔ یار غالب شو کہ تا غالب شوی۔

ہم امید کرتے ہیں۔ کہ ان حالات کو پڑھ کر یہاں سمجھدار اور عقلمند۔ یہ صاحبان یہ سمجھ لیں گے کہ پنڈت لیکھرام کے قتل کی سازش کا الزام حضرت

"انجمن احمدیہ اور امداد جنگ"

یہ بات معلوم کرنے کے لئے۔ کہ ضد اور تعصب عداوت اور دشمنی کی وجہ سے کس طرح سمجھ اور عقل پر پردہ پڑ جاتا ہے۔ اخبار اہلحدیث ۳۰۔ اگست دیکھنا چاہئے۔ جس میں ثناء اللہ صاحب مندرجہ بالا عنوان سے انجمن احمدیہ برائے امداد جنگ" کے متعلق لکھتے ہیں

"مرزا صاحب آنجہانی تو کہا کرتے تھے۔ اور اسپر ہمیشہ فخر کیا کرتے تھے۔ کہ میرے دادا نے ایام غدر دہلی میں انگریزوں کو ۵۰ گھوڑے معہ سواروں کے دیئے تھے۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ بقول مرزا صاحب ۴ لاکھ اور بقول مولوی غلام رسول راجیکی ۹ لاکھ مریدین مرزا کی جماعت ہے۔ مگر پچاس کی بجائے پانچ گھوڑے سوار بھی نہیں دئے گئے۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ آج ۴ سال کے بعد خیریت سے کمیٹی بنانے کی تجویز سوجھی ہے"

اگر ثناء اللہ صاحب ذرا بھی عقل و سمجھ سے کام لیتے۔ تو کبھی یہ بیوقوفی اور نادانی کے الفاظ ان کے منہ سے نہ نکلتے۔ کیا حضرت مرزا صاحب کے دادا صاحب نے اپنے حسب حال اور حسب موقعہ اگر ایام غدر میں پچاس گھوڑے معہ سواروں کے گورنمنٹ کو بطور امداد دیئے تھے تو اب بھی یہی ضروری ہے کہ موجودہ جنگ میں گھوڑے معہ سواروں کے دیئے جائیں۔ اور اگر دوسرے طریقوں سے مدد دی جائے تو اسے مدد نہ سمجھا جائے ہمارے خیال میں تو کوئی جاہل سے جاہل انسان بھی یہ نہیں کہہ سکتا۔ لیکن ثناء اللہ صاحب باوجود ادعاء علم۔ جماعت احمدیہ کی ان بیش بہا خدمات کو جو اس نے موجودہ جنگ میں سر انجام دی ہیں اور بڑے زور سے دے رہی ہے۔ اس لئے خدمات نہیں قرار دیتے۔ کہ اس کی طرف سے پانچ گھوڑے سوار نہیں دئے گئے" برین عقل و دانش بباید گریست

اب رہا ان کا یہ دریافت کرنا کہ چار سال کے بعد کمیٹی بنانے کی کیا وجہ ہے۔ یہ بھی ان کی نادانی اور جہالت کا کھلا کھلا ثبوت ہے۔ کیا حال ہی میں مختلف صوبجات

ہنگامۂ یورپ

جنگ کا اہم موقعہ لنڈن - ۳۱ اگست پیرس اور لنڈن کے مبصر اس امر پر برابر زور دے رہے ہیں کہ اس وقت جنگی محاذ کے نہایت اہم موقع ایرس کے مشرق اور سالسان کے شمال میں واقع ہیں۔

ان دونوں علاقوں میں جرمن اعلیٰ درجے کے سپاہیوں کے ساتھ نہایت شدید مزاحمت کر رہے ہیں - اور یہ دیکھنا باقی ہے - کہ آیا مارشل فاش وہاں بہر صورت جارحانہ کارروائی جاری رکھنا پسند کریں گے - اگر انھوں نے ایسا کیا تو یہ سمجھنا چاہیے کہ وہ اسی سال فیصلہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے - موجودہ قرائن سے پایا جاتا ہے - کہ غنیم ہنڈنبرگ لائن پر زبردست مدافعت کرنے کا ارادہ رکھتا ہے - یہ لائن کونٹ سے شروع ہو کر سینٹ کونٹن سے گذرتی ہوئی لافر تک پہنچتی ہے۔

دریائے لس کے محاذ پر پیشقدمی - ہم لاکوٹر نیز ریشیبس سے لسٹرم تک جو دونوں ہمارے قبضہ میں ہیں - دریلیے لا کی لائن پر قابض ہیں - ہم وولپوٹ کے قریب پہنچے ہوئے ہیں اور ببلیں کے اسٹیشن اور اس کی مشرقی پہاڑی پر جو کوہ لیس کے نام سے مشہور ہے قابض ہو گئے ہیں ہم ڈرنوٹر میں داخل ہوئے اور کیمیل کی پہاڑی کے شمال میں زمین حاصل کی۔

غنیم کے حملے پسپا کیے گئے - لنڈن ۳۰ اگست رائٹر کا نامہ نگار فرانسیسی ستقر سے جمعرات کی شام کو تار دیتے ہوئے لکھتا ہے - کہ آج جرمن تمام لائن پر جوابی حملے کر رہے ہیں - وہ بعض مقامات پر نہایت مضبوطی کے ساتھ بدیں خیال قائم ہیں کہ کسی مناسب موقع پر اور کسی قدر پیچھے ہٹ جائیں - فیس کے جنوب میں جنرل ڈبینی کی فوج موین کورٹ اور بریول کے علاقہ میں ترقی کر رہی ہے۔

غنیم کے توپخانہ میں اضافہ یہی نامہ نگار سات کو تار دیتے ہوئے لکھتا ہے - کہ جرمن اپنے جوابی حملوں کو توپخانہ کی مدد دے رہے ہیں - جس میں عظیم اضافہ ہو گیا ہے۔

برطانی متحرک فولادی قلعوں کا توڑ - لنڈن ۳۰ - اگست - اسٹرڈم کورنش واک زیٹنگ رقمطراز ہے - کہ جرمنوں نے برطانی متحرک فولادی قلعوں کا توڑ ایجاد کر لیا ہے - جسے یہ اخبار "سیلیٹی" کے نام موسوم کرتا ہے۔

مشرقی سائبیریا میں اتحادیوں کی پیشقدمی لنڈن ۳۰ - اگست ٹینسن دریائے اسوری کے محاذ پر اتحادیوں نے دریائے اویرا تک پیش قدمی کی - جہاں وہ بدیں وجہ رک گئے - کہ غنیم نے پل تباہ کر دیئے تھے۔

ولیعہد روس گولی سے اڑا دیا گیا - یہ اطلاع پیرس کو پہنچی ہے کہ بولشویکوں نے ولیعہد روس کو گولی سے اڑا دیا ہے۔

جرمنی ہوائی جہاز اور جاسوس - لنڈن ۳۰ اگست پیرس معلوم ہوا ہے کہ جرمنی کے خبر رساں ایجنٹوں کو ہواباز اٹھا کر جرمنی میں پہنچاتے رہے ہیں جب ان ایجنٹوں کے مفوضہ فرائض ختم ہو جاتے تھے - تو ہواباز انھیں اٹھا کر واپس لے آتے تھے۔

جرمن اپنی پسپائی کی وجہ کیا بتاتے ہیں - ڈاسش کا مشہور فوجی مبصر کپتان وان سالزمان رقمطراز ہے کہ ہم غنیم کو ایک خوفناک صحرا میں اس غرض سے کھینچ کر لا رہے ہیں - کہ اُسے مخصوص موقعوں پر تباہ کیا جائے - اُس وقت اُس کی بہم رسانی کی مشکلات حد سے زیادہ بڑھ جائیں گی - مارشل فاش نے اب تک جرمن افواج میں وہ بد نظمی پیدا نہیں کی جو صفیں چیر کر نکل جانے کے لئے ضروری ہے - اگر مارشل فاش کی طرح ہمارے پاس اس قدر عظیم فوج ہوتی تو ہم نہ صرف پیرس ہی میں پہنچ جاتے بلکہ تمام دنیا کو مسخر کر لیتے - بہرحال اس فیصلہ کا وقت قریب آ رہا ہے - جبکہ ہمارے اغراض و مقاصد بالآخر حق بجانب ثابت ہو کر رہیں گے۔

سینٹ کونٹن پر قبضہ - لنڈن یکم ستمبر بعد از نصف شب شب گذشتہ کی برطانی رپورٹ مظہر ہے - کہ آسٹریلوی سپاہ نے عظیم جرأت اور اولوالعزمی کیساتھ رات کو حملہ کر کے پیروں کے شمال میں مونٹ سینٹ کونٹن

ہندوستان کی خبریں

تعطیلات محرم میں اضافہ - حکومت ہند نے فیصلہ کیا ہے - کہ ڈاکخانہ میں ایام محرم کی جو تعطیلیں ہوا کرتی ہیں - ان میں ایک دن کا اضافہ کیا جائے چنانچہ امسال دسویں محرم کی تعطیل ہو گی۔

لاہور کے یورپینوں میں جبری بھرتی لاہور ایک کمیٹی اس کا فیصلہ کرنے کے لئے مقرر ہوئی ہے کہ کون کون سے یوروپین مرد ایسے کاموں میں مشغول ہیں - جو جنگ کے لئے ضروری نہیں - تاکہ ان کو فوج میں بھرتی کیا جائے - تاحال اس کمیٹی نے ۳۶ یورپینوں کے نام لکھے ہیں - جو فی الفور فوج میں بھرتی ہو سکتے ہیں۔

دریائے چناب پر پل بنانے کی تجویز گورنمنٹ پنجاب اس مسئلہ پر غور کر رہی ہے - کہ وزیر آباد کے قریب دریائے چناب کا پل تیار کیا جائے۔

ہندوستانی سپاہیوں کی تنخواہ میں اضافہ سر کھاپرڈے کو امپیریل لیجسلیٹو کونسل کے آئندہ اجلاس کے موقعہ پر ایک ریزولیوشن پیش کرنے اور اس پر بحث کرنے کی اجازت ملی ہے - جس کا مطلب یہ ہے - کہ ہندوستانی سپاہیوں کی تنخواہ میں اضافہ کرنے کے لئے جو منظوری دہلی کی جنگی کانفرنس نے دی تھی - اس پر فوراً عملدرآمد کیا جائے۔

جعلی روپے - ۱۹۱۷-۱۸ء میں سرکار نے اعلان کیا تھا کہ ۵۹ ہزار دو سو آٹھ روپے کسی نے جعلی بنا کر چلا دیئے ہیں ان میں سے مختلف ریلوں نے ۱۸ ہزار ۱۸ روپے مختلف اوقات میں جمع کئے ہیں باقی تاحال چل رہے ہیں۔

علیگڈھ کالج سے یورپین اسٹاف کے استعفے - علیگڈھ کے ایک مختصر تار میں خبر دی گئی ہے - کہ محمڈن کالج کے پرنسپل مسٹر ٹول اور یوروپین اسٹاف کے دیگر اراکین نے اپنے عہدوں سے استعفا دے دیا ہے - وجہ ٹرسٹیان کالج اور اسٹاف کے مناقشہ

دھولپور سے ہنگامہ کرنے والے آریوں کا اخراج ۔ ہم اس سے پہلے یہ خبر شائع کر چکے ہیں۔ کہ دھولپور مندر کے جھگڑے کا فیصلہ ہو گیا ہے۔ لیکن حال کے واقعات سے پایا جاتا ہے۔ کہ پولیٹیکل ایجنٹ کو مداخلت کرنی پڑی اور انھوں نے آریہ سماج کے ممبروں کو جو وہاں موجود تھے حسب ذیل تحریری نوٹس دیا۔

"مجھے سوامی شردھانند کے ساتھ اس فساد پر گفتگو کرنیکا موقعہ ملا جو ۲۷-اگست کو دھولپور میں وقوع پذیر ہوا اور جس میں آریہ سماج کے بعض ارکان کو ہندو مسلمانوں کے طیش آلود گروہ کے ہاتھ سے تکلیف اٹھانی پڑی۔ اس لئے میں سوامی اور ان کے ہم مذہبوں کو مشورہ دیتا ہوں کہ جب تک ہز ہائنس مہاراج رانا واپس نہ آئیں اور اپنی رعایا کو اس تصفیہ پر رضامند نہ کرلیں جسکا ہز ہائنس نے سوامی شردھانند کے ساتھ انتظام کیا ہے۔ اس وقت تک وہ دھولپور سے باہر چلے جائیں مجھے یقین ہے۔ کہ اگر آریہ ساجیوں نے اس سے پیشتر سند سے کے موقع پر ہون کی رسم ادا کرنے کی کوشش کی تو ہندو اور مسلمانوں کے جذبات اس قدر برانگیختہ ہو رہے ہیں۔ کہ مزید فساد ہو جانیکا سخت اندیشہ ہے۔ جس میں ممکن ہے کہ آریہ سماجیوں کو نقصان پہنچے۔ سوامی صاحب نے میری اس رائے کو اپنے ہم مذہبوں کے سامنے پیش کرنے اور انھیں میرے مشوروں پر کاربند ہونے کے لئے آمادہ کرنے کا وعدہ کیا ہے"

معلوم ہوتا ہے اس مشورہ پر کاربند ہونے کی غرض سے آریہ سماج کے جو ممبر دھولپور پہنچے ہوئے تھے۔ وہ وہاں سے فوراً روانہ ہو گئے ہیں

انڈین ڈیلی نیوز کی نامعقول معذرت کلکتہ کے گستاخ اور متعصب انگلو انڈین اخبار "انڈین ڈیلی نیوز" نے اپنی برئیت میں یہ دلیل پیش کی ہے۔ کہ ہیرس کی نائیوں کو رسول اکرم صلعم کے مقبرہ مطہرہ سے خود اس نے تشبیہ نہیں دی تھی۔ بلکہ وہ اس کی برادری کے کسی اور ہی ہمقلم کی گستاخی تھی۔ یہ بالکل "عذر گناہ بدتر از گناہ" کے مصداق ہے۔

اندور کے ایک سیٹھ اور مخیر کا عطیہ ۔ سیٹھ ہولچند اندور کے مشہور رئیس نے عورتوں کی تعلیم کے لئے ایک لاکھ روپے کا گرانقدر عطیہ اور پانسو روپے ماہوار کی مستقل رقم عطا کرنے کا اعلان کیا ہے۔ اس رقم سے لڑکیوں کے لئے وسیع پیمانہ پر ایک سکول کھولا جائیگا جس میں مروجہ تعلیم کے علاوہ ہندی زبان میں مذہبی تعلیم دیجائیگی۔

اجلاس کانگریس ۔ بمبئی۔ خاص اجلاس کانگریس ۲۹-اگست کو ایک بجے شروع ہوا۔ دس ہزار آدمی شامل تھے۔

ریلوے گاڑیوں کی سہولت ۔ اس وقت نارتھ ویسٹرن ریلوے میں مال گاڑیوں کے لئے کھلی اجازت مل گئی ہے عوام الناس کو چاہئے کہ وہ موجودہ ریلوے سہولت کا انتہائی فائدہ اٹھائیں ماہ اکتوبر میں کوئلہ اور دیگر ضروری اشیاء کے آنے جانے سے مال گاڑیاں عموماً رک جاتی ہیں اس لئے موجودہ وقت سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ اور حتی الوسع جلدی اپنا مال بک کرالینا چاہئے

باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کے لئے شائع ہوا